پیغام

"مبارک ہو ان کو جو خدا تعالیٰ کی تقدیر کے دوش پر مسیح موعودؑ کے مقصد کو پورا کرنے میں کوشاں ہیں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام جماعت احمدیہ امریکہ کے ۴۲ ویں جلسہ سالانہ کیلئے

میرے پیارے عزیز بھائیو، بہنو اور بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ امریکہ اپنا جلسہ سالانہ ۲۹ جون تا یکم جولائی ۹۰ء کو منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دعاؤں کی برکتوں سے معمور کر دے اور اس میں شامل ہونے والوں کو دین و دنیا کی حسنات سے نوازے اور جماعت کی علمی عملی، اخلاقی اور روحانی ترقی کا موجب بنائے۔ آمین۔

باقی صفحہ ۲ پر

خدا کا گھر آپ کو بلا رہا ہے!

آپ خدا کے گھر کو آباد کریں خدا تعالیٰ آپ کے گھر کو آباد رکھے گا!

یاد رکھئے ہم نے حضرت امام الزمان علیہ السلام سے عہد کیا ہوا ہے کہ ہر احمدی

"بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجّد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور اس کی تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا"۔

(شرط سوم از دس شرائط بیعت)

- ہمارے محبوب امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آغاز خلافت ہی سے نماز با جماعت کی طرف بڑے درد اور تواتر سے توجہ دلائی ہے اس پر دل و جان سے لبیک کہیں!

پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرنے کیلئے نماز کے عربی الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کا اپنی زبان میں ترجمہ جاننا بھی ضروری ہے۔ آپ کی سہولت کیلئے صفحہ ۸ پر نماز کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔

لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى

جون ۔ جولائی
۱۹۹۰ء

ایڈیٹر :- ظفر احمد سرور

اس شمارہ میں

بقیہ صفحہ ۱ سے

خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اس عظیم الشان موعود کو قبول کرنے کی توفیق بخشی جبکہ تمام قومیں منتشر تھیں اور پھر اس کے ذریعہ ایک رشتہ الفت میں منسلک کر دیا۔ یہ نعمت محبت و الفت ایک معجزہ ہے جو نبیوں کو عطا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ؕ

اور اللہ کا احسان جو اس نے تم پر کیا یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اُس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔

اس اخوت اور بھائی چارے کی فضا کو قائم کرنے کے لیے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا

"میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں اول خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت و ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لیے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی"

آج اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ عرب و عجم سرخ و سفید کو محبت کی لڑی میں پرو کر ایک ایسی جماعت بنا دی ہے جس کے ذریعہ اسلام کا غلبہ مقدر ہے اور غلبہ کے تصور کے ساتھ ہی جو بات ذہن میں ابھرتی ہے وہ وہی اتحاد، یکجہتی اور باہمی

محبت والفت سے ہے جسکا آیت مذکورہ بالا میں ذکر ہے۔ کیونکہ وہ
فوج کبھی فتح یاب نہیں ہو سکتی جو خود منتشر اور پراگندہ ہو۔ پس
آپ کو نہ صرف شاہراہ غلبہ اسلام پر چلنے کے لیئے اپنے اختلافات
اور جھگڑوں کے بوجھ کندھوں سے اتارنے ہوں گے بلکہ مثبت رنگ
میں یکجہتی اور اتحاد کے ساتھ، اخلاص و وفا کے ساتھ، نیکیوں میں ایک
دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ اپنے کاموں میں ان تھک
اور ایثار کے ساتھ تیزی پیدا کریں اور ہمسایہ ملکوں سے فاستبقوا الخیرات
کے حکم کے تحت آگے بڑھنے کی سعی کریں۔

اس سلسلہ میں ایک اور بات جسکی طرف میں آپ کو بار بار
توجہ دلاتا رہا ہوں اور دلاتا رہوں گا دعوت الی اللہ کے فرائض کی ادائیگی
ہے۔ جماعت احمدیہ امریکہ کو ایک حد تک اس ذمہ داری کو نبھانے
کی کوشش کر رہی ہے مگر یہ رفتار تسلی بخش نہیں۔ آپ کے ہاں
تمام دوست اس جہاد میں شامل نہیں ہو رہے چند ایک ہیں جو
اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیئے مصروف عمل ہیں۔ اگر سب اپنے آپ کو
خداتعالیٰ کے سامنے جوابدہ سمجھتے ہوئے خدمت کرتے تو اب تک خداتعالیٰ
کے فضل سے داعین الی اللہ کی تعداد بھی بہت ہوتی اور ان کے ذریعہ
راہ ہدایت پانے والے بھی بکثرت ہوتے۔

خداتعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کو بتایا "اناعندظن عبدی بی" ـــــ اس لحاظ سے مجھے جماعت امریکہ سے

گلہ ہے کہ وہ اپنے اندازوں اور تخمینوں میں بلند ہمتی سے کام نہیں لیتے اور خداتعالیٰ پر ظن میں پست خیالی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اپنے اندازوں کو بڑھائیں اور خلوص نیت کے ساتھ آگے بڑھیں، خداتعالیٰ خود اپنی نصرت کے ساتھ آپ کو پھیل پھلا کرے گا۔ خداتعالیٰ پر اپنے گمان کی پرواز بلند کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کے مطابق اپنی تائید کی ہوائیں چلا دے گا۔ پس دعائیں کرتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔

مبارک ہو اُن کو جو خداتعالیٰ کی تقدیر کے دوش پر مسیح موعود کے مقصد کو پورا کرنے میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے نفوس میں بھی برکت ڈالے اور ان کے ایمان و اموال میں بھی۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے لیئے زیادہ ضرورت علم کی نہیں بلکہ دُعا کی ضرورت ہے جو زندگی کے ہر کام اور ہر ضرورت اور مشکل پر انسان کا سہارا ہے۔ اور تمام برکتیں دُعا ہی کے راستہ سے آتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے وہ موت سے ہر آخر کو زندہ کرتی ہے۔۔۔ وہ ایک تند سیل ہے ہر آخر کو کشتی بنا جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر اس سے آخر تریاق ہو جاتا ہے"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ 26)

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آپ کو باہمی محبت و اخوت کے جذبہ سے سرشار رکھے۔ سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے کی توفیق

بخشے۔ داعی الی اللہ کی صفات سے متصف فرمائے اور دعوت الی اللہ کے لئے آپ کو جذبہ و جوش سے معمور فرمائے۔ آپ کی دعاؤں کو قبولیت بخشے اور دین و دنیا میں کامیابیوں سے نوازے۔

تمام احباب جماعت کو میرا محبت بھرا السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

والسلام

خاکسار

[signature]

چوہدری شاہنواز صاحب بہت مخلص فدائی اور نصرت کے میدانوں میں ہمیشہ صف اوّل میں شامل ہوتے تھے

چوہدری شاہنواز صاحب لاہور میں خدا کو پیارے ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی نماز جنازہ سے قبل خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا

چوہدری شاہنواز صاحب کا ذکر خیر

اور آپ کی جماعت میں ایک ابھی تازہ حادثہ ہوا ہے یعنی چوہدری شاہنواز صاحب کے وصال کی اطلاع لاہور سے ملی ہے۔ یہ جماعت لندن کے ایک بہت ہی مخلص اور فدائی ممبر تھے اور جب سے میں یہاں آیا ہوں میں نے ان کو نصرت کے میدانوں میں ہمیشہ صفِ اوّل میں دیکھا ہے۔ جب بھی کوئی تحریک ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے فوری طور پر انہوں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ اس رنگ میں کہ اپنے خاندان کو اپنے طور پر حصہ لینے کی شہہ دلائی اور ایک ہی تحریک میں دونوں الگ الگ حصہ لیتے رہے۔ چوہدری شاہنواز صاحب اپنے طور پر اور ان کے بچے، بہو بیگم، بیٹیاں اور داماد وغیرہ یہ سارے اپنے طور پر اکٹھا حصہ لیتے رہے۔ ان کا مجھ سے تعلق رفتہ رفتہ بڑھا ہے۔ پہلے میں ان سے بہت زیادہ متعارف نہیں تھا۔ لیکن شروع میں جب (امامت) کے بعد انہوں نے مجھ سے گہرا رابطہ قائم کیا تو حجاب کے طور پر یہ اس طرح اپنا تعارف کرایا کرتے تھے کہ میں خود تو شاید (امامت) سے تعلق میں اتنا مرتبہ نہیں رکھتا ہوں لیکن میری بیوی آپ کی پکی مریدنی ہے۔ پس وہ ہمیشہ آپا مجیدہ کا تعارف آپ کی مریدنی کے طور پر کرا کر پھر اس رستے سے تعلق میں داخل ہوتے تھے اور پھر رفتہ رفتہ خدا کے فضل سے یہ تعلق اتنا بڑھا یا کہ پھر ایک دن میں نے ان کو کہا کہ اب آپ کی مریدنی کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ اب تو آپ خود مرید ہو چکے ہیں تو چہرے پر بہت ہی بشاشت کی مسکراہٹ آئی اور اس کے بعد پھر انہوں نے وہ ذکر ضروری نہیں سمجھا تو ان کو بھی (دعا میں یاد رکھیں) ان کی اولاد بھی خدا کے فضل سے بڑی مخلص فدائی اور منکسر مزاج ہے۔ یہ بڑی خوبی ہے اس خاندان میں اور بڑا وسیع احسان کرنے والے تھے یہ۔ جماعت ہی کی خدمت نہیں بلکہ غرباء، دوسرے خاندانوں پر، عزیزوں اور رشتے داروں کے علاوہ بھی بڑا وسیع احسان کا ان کا دائرہ تھا اور جو اصل خوبی کی بات، جس سے میں بہت متاثر ہوا کرتا تھا وہ یہ تھی کہ محض روپے پیسے سے مدد نہیں کرتے تھے بلکہ اقتصادی طور پر خاندانوں کو تعمیر کرتے تھے اور ایسے بہت سے خاندان ہیں جن کی اقتصادی تعمیر میں انہوں نے حصہ لیا ہے۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے ہیں۔ باعزت روزی کمائی اور بڑے بڑے خدا کے فضل سے صاحب دولت بھی بن گئے۔

نماز مترجم

نماز پڑھنے کا طریق

نماز پڑھنے والا جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو دونوں ہاتھ کانوں یا کندھوں تک اٹھائے اور تکبیر تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اکبر کہہ کر ہاتھ سینہ پر یا اس کے نیچے اس طرح باندھے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر پہنچے سے آگے ہو اور حسب ذیل ثناء اور تعوذ اور تسمیہ پڑھے

ثناء

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ
پاک ہے تو اے اللہ اور اپنی تعریف کے ساتھ اور برکت والا ہے
وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ؕ
تیرا نام اور بڑا ہے تیری شان اور نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا؛

تعوذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ
پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ شیطان راندے ہوئے سے

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ
پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے؛
(نوٹ: ثنا اور تعوذ صرف پہلی رکعت میں پڑھے۔)

سورۃ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞
سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو پرورش کرنے والا ہے تمام مخلوقات
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ
کی۔ بن مانگے دینے والا اور سچی محنت کو ضائع نہ کرنیوالا۔ مالک ہے جزا
نَسْتَعِيْنُ ۞ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞
سزا کے دن کا۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہم مدد مانگتے ہیں
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
ہم کو چلا سیدھے راستہ پر۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا فضل ہوا نہ ان
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۞ (آمین)
لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔ (قبول فرما)

سورۃ اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞
پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے؛
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ
تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ تعالیٰ کے سب محتاج ہیں وہ کسی
يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ
کا باپ نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور کوئی بھی نہیں اس
كُفُوًا اَحَدٌ ۞
کا ہمسر؛

اس کے بعد تکبیر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور رکوع میں جائے۔ یہ رکوع کی تسبیح کم از کم تین بار پڑھے اور زیادہ بار پڑھنے میں طاق (یعنی تین یا پانچ یا سات) اعداد کا لحاظ رکھے؛

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ؕ
پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا۔

جب اطمینان سے رکوع کر چکے تو سیدھے کھڑے ہو کر تسمیع و تحمید پڑھے

تسمیع

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ
اللہ تعالیٰ نے اس کی سُنی جس نے اس کی تعریف کی۔

تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ
اے ہمارے رب سب تعریف تیرے ہی لئے ہے؛

تحمید کے ساتھ یہ بھی پڑھ سکتے ہیں حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ
یعنی وہ تعریف جو نہایت زیادہ اور پاک جس میں برکت ہو۔

اس کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جائے اور یہ سجدہ کی تسبیح تین بار یا زیادہ طاق بار پڑھے؛

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پاک ہے میرا رب جو بڑی شان والا ہے؛

دعا بین السجدتین

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ
اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت دے اور مجھے
وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْزُقْنِيْ ۔
تندرستی دے اور مجھے عزت عطا کر اور اصلاح کر میری اور رزق دے مجھکو؛

اس کے بعد دوسرا سجدہ پہلے سجدہ کی طرح کرے پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر اسی طرح کھڑا ہو جائے جس طرح پہلے کھڑا تھا اور پہلی رکعت کی طرح اس دوسری رکعت کو بھی سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورۃ یا قرآن کریم کا کچھ حصہ شامل کرکے ادا کرے اور سجدوں سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے کہ بایاں پاؤں بچھائے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھ کر یہ تشہد پڑھ کر درود اور دعائیں پڑھے۔

تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ
تمام زبانی اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ سلامتی ہو
عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
آپ پر اے نبی کریم اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ
سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلعم)
وَرَسُوْلُهٗ۔
اس کے نیک بندے اور رسول ہیں؛

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
اے اللہ فضل کر محمد (صلعم) پر اور محمد (صلعم) کی پیروی کرنے
صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
والوں پر جس طرح تو نے فضل کیا ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی پیروی
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
کرنے والوں پر۔ ضرور تو حمد والا بڑی شان والا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ برکتیں نازل فرما محمد (صلعم) پر
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى
اور محمد (صلعم) کے فرمانبرداروں پر جس طرح برکت نازل فرمائی تو نے
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کے فرمانبرداروں پر ضرور تو حمد والا بڑی شان والا ہے؛

دعائیں

(۱) رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
اے ہمارے رب العزت دے ہم کو اس دنیا میں ہر قسم کی بھلائی اور آخرت
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ
میں بھی ہر قسم کی بھلائی اور بچا ہم کو آگ کے عذاب سے؛

(۲) رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ
اے میرے رب العزت بنا مجھ کو قائم کرنے والا نماز کا اور میری
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ؕ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ
اولاد کو بھی۔ اے رب العزت ہمارے اور قبول فرما میری دعا۔ اے ہمارے
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ؕ
رب العزت بخش دے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہو؛

دعاء قنوت

نماز وتر کی تیسری رکعت میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر رکوع کرنے کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر یہ دعاء قنوت پڑھے؛

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ
اے اللہ تعالیٰ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تیری بخشش چاہتے ہیں اور ہم
بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ
تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور بھروسہ رکھتے ہیں اور ہم خوبیاں بیان کرتے ہیں تیری
وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ
اور شکر کرتے ہیں تیرا اور نہیں ناشکری کرتے تیری ہم قطع تعلق کرتے اور چھوڑتے
مَنْ يَّفْجُرُكَ ؕ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ
ہیں اس کو جو نافرمانی کرے تیری۔ اے اللہ تعالیٰ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور
نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا
رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ
تیرے لئے ہم نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف ہم دوڑتے
بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ
ہیں اور کھڑے ہوتے ہیں اور ہم امیدوار ہیں تیری رحمت کے اور ڈرتے ہیں تیرے عذاب سے، یقیناً تیرا عذاب کفار کو پہنچنے والا ہے؛

فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد ہذا بخدمت جمیع احباب مخلصین التماس ہے کہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو مقام قادیان میں اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں۔ چنانچہ انہیں دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام جانداروں پر رحم رکھتے ہیں۔ اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم۔ کیونکہ دین اسلام قبول کر چکے اور اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں۔ سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادراہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں کہ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے۔ اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتدا سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا۔ ضرور یہی ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔ اآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھا دے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ عفی اللہ عنہ

(۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

(یہ اشتہار ۲۲×۸ کے دو صفحہ پر ہے) (مطبوعہ ریاض ہند پریس قادیان)

خدمتِ خلق

"خدمتِ خلق سے خدمتِ احمدیت مُراد نہیں۔ خدا تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ تم اس کے سارے بندوں کی خدمت کرو خواہ کسی مذہب و ملّت کے ہوں۔" (حضرت مصلح موعودؓ)

الٰہی جماعتوں کا طریق

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

● الٰہی جماعتوں کا یہ طریق ہوتا ہے کہ دشمن انہیں مارنا چاہتے ہیں تو ان کے افراد اس سے گھبراتے نہیں بلکہ اپنے آپ کو موت کے لیئے پیش کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اگر ہم ایک نبی کی جماعت ہیں تو یقیناً ایک دن ہمارے مخالف ہمیں کچلنے کی کوشش کریں گے اور چاہیں گے کہ اس کانٹا کو اس رستہ سے ہٹا دیا جائے مگر جب ایسا وقت آئے گا تو کیا وہ لوگ جواب اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصّہ بھی بطور چندہ نہیں دیتے اس وقت سینکڑوں روپے کی ماہوار آمد کو چھوڑ دیں گے! جماعت پر جب بھی ایسا وقت آئے گا وہ اپنے آپ کو غیر احمدی کہنا شروع کر دیں گے اور اپنے دلوں کو اس طرح تسلّی دے لیں گے کہ خدا تعالیٰ تو عالم الغیب ہے وہ تو جانتا ہے کہ ہم دل سے احمدی ہیں۔ اس وقت جماعت کا کتنا حصہ ہوگا جو باقی رہ جائے گا اور کہے گا کہ اچھا تم ہمیں مارنا چاہتے ہو مارتے جاؤ۔ ملازمتوں سے الگ کرنا چاہتے ہو تو الگ کر دو ملک بدر کرتے ہو تو ملک بدر کر دو، جیل خانوں میں ڈالتے ہو تو جیل خانوں میں ڈال دو۔ ہم وہاں بھی فریضہ تبلیغ کو نہیں چھوڑیں گے۔ تم ہمیں پھانسی دیتے ہو تو دے دو ہم پھانسی کے تختوں پر بھی نعرہ ہائے تکبیر بلند کریں گے۔ جب جماعت میں ایسا رنگ پیدا ہو جائے گا تو پھر وہی افسر جو ملک بدر کرنے پر مامور ہوں گے۔ اسی طرح جیل خانوں کے افسر اور جلاد وغیرہ سب احمدیت کو قبول کر لیں گے کہ احمدیہ جماعت واقعی الٰہی جماعتوں والا رنگ رکھتی ہے لیکن جو شخص ابھی سے اپنے آپ کو اس گھڑی کے لیئے تیار نہیں کرتا اس پر ہم کیسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی دنیوی جائیدادوں اور اپنی آمدنوں پر لات مار کر دین کی خدمت کے لیئے آ گئے ہیں۔ مگر پھر بھی جماعت کا ایک حصہ سست اور غافل ہے اور اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

یاد رکھو! جب تک جماعت کا اکثر حصّہ نبیوں کی جماعتوں کی طرح مار کھانے کے لیئے تیار نہیں ہو جاتا ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مار کھانا بڑے حوصلے کی بات ہے جو مارتے ہیں وہ دنیا کی توجہ اپنی طرف نہیں پھیر سکتے مگر جو مار کھاتے ہیں ان کی طرف دنیا کی توجہ پھر جاتی ہے"۔

(الفضل ۵ اگست ۱۹۴۹ء صفحہ ۲ ، بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۴)

(مرسلہ : عبدالصبور ناصر۔ ہمبرگ)

عیب بیان کرنے سے پہلے چالیس دن دعا

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لیئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کون سا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا۔ اس لیئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیئے۔

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمۃ (البلد ۱۸)۔ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسروں کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لیئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی

(بقیہ ۲۹ پر)

"جسے اُن کا لِقاء نصیب نہیں جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اُسے خُدا کا لِقاء کیسے نصیب ہو سکتا ہے"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ ۱۳ ر اپریل ۹۰ء میں جماعت کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

اپنے خاندانی تعلقات کو بہتر کریں

میں نے بارہا نصیحتیں کی ہیں کہ اپنے خاندانی تعلقات کو بہتر کریں۔ اپنے روزمرہ کے تعلقات میں سوچیں کہ صلہ رحمی کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔ کس طرح مَیں نے بار بار آپ کو سمجھایا ہے کہ ساسوں کو چاہیئے کہ دوسروں کی بیٹیاں جب اپنا گھر چھوڑ کر اُن کے گھر میں آجاتی ہیں تو وہ اُن پر رحم کیا کریں۔ اپنی بیٹیاں سمجھا کریں اور بہوؤں کو سمجھایا ہے کہ تم اپنے دوسرے گھروں میں جاکر اپنی ماں کی طرح سلوک کیا کرو لیکن اس کے باوجود لوگ سنتے ہیں اور شاید دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں یا سنتے ہی نہیں اور محض ظاہری طور پر کانوں کے پردے مرتعش ہوتے ہیں کیونکہ یہ شکایتیں پھر بھی آتی رہتی ہیں۔ بڑے بڑے تکلیف دہ خط بعض بچیوں کے ملتے ہیں کہ ہم گئیں ہماری جو نسبتی بہنیں ہیں وہ اس طرح سلوک کرتی ہیں گویا کہ مَیں نے اُن کے بھائی پر ڈاکہ ڈالا ہوا ہے اور وہ جب تک مجھے ذلیل و رسوا نہ کر دیں کہ یہ ہمارا زیادہ ہے اور تمہارا کم ہے، اس وقت تک ان کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ ساسیں ہیں جو ہر وقت میرے خاوند کے کان بھرتی رہتی ہیں یا ہمارے خاوندوں کے۔ کئی خطوط اس قسم کے ملتے ہیں کہ جب تک تم اس کو رسوا کر کے ذلیل کر کے میرے سامنے جھکاؤ نہیں تم میرے بیٹے نہیں۔ اور اس میں یہ نقص ہے اور اس میں وہ نقص ہے۔ اس کے برعکس دوسری طرف سے بھی شکایتیں ملتی ہیں تو وہ راہیں کون سی تھیں جن راہوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کو پایا۔ ان میں سے ایک راہ صلہ رحمی کی راہ تھی اپنے خاندانی تعلقات کو درست کیا اور کوئی رشتے دار آپ کا انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا کہ کبھی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اس کو کسی قسم کی جائز شکایت پہنچی ہو۔ پھر دوسروں کے بوجھ اٹھانا ہیں ...... مٹتے ہوئے اخلاق کو زندہ کرنا ہے نہ کہ زندہ اخلاق کو مٹا دینا ہے۔ آج دنیا میں احمدیت کا دوسروں سے یہ فرق ہے جو ظاہر ہونا چاہیئے۔ کروڑ ہا انسان ایسے ہیں جو آج اُن اخلاق کو جو انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے پائے مٹانے کے درپے ہیں اور اس طرح ملیا میٹ کر رہے ہیں کہ دیکھتے دیکھتے ہماری گلیوں، ہمارے شہروں، کوچوں ہمارے گھروں کے چہروں سے وہ اخلاق مٹتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ بداخلاقی سیاہی کی صورت میں آپ کو دیواروں پر دکھائی دے گی۔ ہر قسم کے گندے کلمات وہاں لکھے ہوئے دکھائی دیں گے۔ ہر قسم کی گندی تصویریں وہاں دکھائی دیں گی لیکن یہ ظاہری تصویریں نہیں ہیں۔ یہ دلوں کی تصویریں ہیں جو اچھل اچھل کر باہر نکل رہی ہیں۔ اخلاق معدوم ہو رہے ہیں۔ پس احمدی اگر اخلاق کو قائم نہیں کریں گے تو کیسے خدا کو پائیں گے۔ ایک ایسا شخص جو اپنی بدخلقی سے باز نہیں آتا۔ گندی زبان استعمال کرتا چلا جاتا ہے۔ اپنے بھائی سے حقارت سے پیش آتا ہے۔ اپنے بیوی بچوں سے ظلم کا سلوک کرتا ہے اور تلخی سے اُن سے باتیں کرتا ہے۔ خیال نہیں کرتا کہ اُن کے بھی دل ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے بھی احساسات اور جذبات ہیں۔ پھر وہ باتیں لِقاء کی کر رہا ہو۔ یہ باتیں کرے کہ اس رمضانِ مبارک میں اے خدا! مجھے اپنا لقاء نصیب کر دے، جسے ان کا لقاء نصیب نہیں جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اُسے خدا کا لِقاء کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ پس جو ساتھ ہیں ان کا عرفان حاصل کریں۔ ان کا لِقاء حاصل کریں پھر یاد رکھیں کہ یہ وہی راہ ہے جس راہ پر چل کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے ربّ کو پایا تھا۔ یہ ہے وسیلہ ہونے کا مضمون۔ اس کو سمجھیں گے تو وہ آپ کے لئے وسیلہ بنیں گے اگر نہیں سمجھیں گے تو محض کہنے سے اور محض زبان سے درود پڑھنے سے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ کے لئے وسیلہ نہیں بن سکتے ......

یہ وہ مضمون ہے جو خدا کے فضل سے جماعت میں نسبتاً بہتر حالت میں پایا جاتا ہے۔ اکرام ضیف کا جہاں تک تعلق ہے بسا اوقات یہ اطلاع میں ملتی ہیں اور کثرت سے کہ اس طرح احمدیوں نے ہماری مہمان نوازیاں کی ہیں کہ عقل دنگ رہ گئی ہے۔ اس لئے اس مضمون کو مَیں چھوڑتا ہوں۔ یہ صرف کہوں گا کہ دُعا کیا کریں کہ یہ خوبی جو ہم نے لنگر خانوں سے سیکھی ہے جو قادیان میں آنے والوں سے سیکھی اور قادیان میں میزبانوں سے سیکھی یہ خدا ہمیشہ ہم میں جاری اور زندہ رکھے اور کبھی بھی اس خوبی کو مٹنے نہ دے۔

...... اور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کو جن کا بس نہیں چلتا کوئی ایسی مصیبت، آفت پڑ جاتی ہے کہ وہ گر جاتے ہیں اُن کو اٹھانے کی کوشش کیا کریں۔ پس عید میں جہاں آپ اپنے خاندان کے ساتھ خوشیاں منائیں گے، مَیں یہ نہیں کہتا کہ ان کو چھوڑ دیں۔ ان کا بھی اپنا حق ہے۔ ان خوشیوں کو ضرور قائم رکھیں۔ اُن روایات کو زندہ رکھیں لیکن جہاں تک ممکن ہو کچھ وقت غرباء کے لئے بھی نکالیں۔ کچھ نعمتیں ان کے سامنے بھی پیش کریں تاکہ وہ بھی آپ کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

غریبوں کے غموں میں بھی شریک ہو جائیں

اس ضمن میں مَیں آخری بات یہ سمجھانی چاہتا ہوں کہ خوشیوں میں شریک کرنا اور بات ہے اور

کسی کے غم میں شریک ہونا اور بات ہے۔ اور یہ دونوں باتیں ضروری ہیں۔ بہت سے امیر ایسے ہیں اور خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کثرت سے ایسے ہیں جو چندوں کے علاوہ اور دینی خدمات کے علاوہ مسلسل غرباء پر کچھ خرچ کرتے ہیں، صدقات کی صورت میں بھی اور ذاتی طور پر اپنے غریب رشتہ داروں کی مدد کے ذریعے بھی۔ اس کو کہتے ہیں اپنی خوشیوں میں دوسرے کو شریک کرنا لیکن غم میں شریک ہونے والا مضمون اس سے کچھ مختلف ہے اور نفس کی اصلاح کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ جب ربوہ میں پہلی مرتبہ مَیں نے یہ نصیحت کی کہ اس عید میں آپ اپنی خوشیوں میں دوسروں کو شریک کریں تو ساتھ ہی یہ بھی سمجھایا کہ اُن کے گھروں پر بھی جائیں اور ان کے حالات دیکھیں۔ پہلی دفعہ اُن لوگوں کو جو ہمیشہ سے نیکی کرنے والے تھے واقعۃً آنکھوں کے سامنے لوگوں کے دُکھ نظر آئے۔ اس قدر مغلوب ہوئے ہیں بعض لوگ کہ مجھے انہوں نے لکھا کہ ہم بتا نہیں سکتے کہ کیا دُکھ ہم نے محسوس کیا تھا۔ کیا اپنے آپ کو گنہگار سمجھا تھا۔ جن گھروں کو ہم سمجھتے تھے کہ ہم نے کبھی تحفے بھیج دیئے۔ بڑے خوش ہو گئے۔ بہت اُن کی خدمت کر دی۔ جب قریب جا کر دیکھا تو کیسی ترسی ہوئی حالت میں ان کے بچوں کو پایا ہے۔ کیسے دکھوں میں ان کو دیکھا ہے۔ اُن کے گھروں کی حالتیں دیکھی ہیں اور ہمارے اندر تو ایک انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ پس صرف خوشیوں میں شریک نہیں ہونا غموں میں شریک ہونا ہے اور ایک عید میں نہیں بلکہ ہمیشہ آپ بنی نوع انسان کے غموں میں شریک ہونے کی کوشش کریں۔ اپنے محلوں سے اتریں اور غریبوں کی کُٹیاؤں میں جائیں۔ اُن کو قریب سے دیکھیں اُن کے اصلاحِ احوال کی کوشش کریں۔ لجنات ہیں۔ ان میں سے خصوصیت سے وہ امیر بہنیں جو نیکی کا جذبہ رکھتی ہیں اور اللہ کے فضل کے ساتھ کرتی چلی جاتی ہیں۔ کبھی وہ ایک ایسی کلب بھی بنائیں کہ غریبوں کے محلوں میں جا کر (آج کل کے لحاظ سے مناسب احتیاطوں کے ساتھ یقیناً) دیکھیں، ان کے حالات کا جائزہ لیں۔ اُن سے پوچھیں کہ آپ کا بجٹ چلتا کیسے ہے۔ کیا کرتے ہیں بچے۔ کپڑے کیسے پہنتے ہیں۔ کیا کھاتے ہیں اور پھر اُن کو سمجھائیں کہ اس طرح تم اختیار کرو۔ یہ احتیاطیں کرو۔ یہ ضیاع نہ کرو۔ صرف یہی نہیں بلکہ پھر اُن کی مدد کریں۔ اُن کو بتائیں کہ اس معاملے میں آپ کے پاس غسل خانہ کوئی نہیں ہے۔ پردہ کوئی نہیں ہے۔ ٹائیلٹ کا انتظام اچھا نہیں ہے بیماری کے وقت گھر میں ایک عذاب بن جاتا ہے۔ یہ جو ضروری چیزیں ہیں ان میں ہم آپ کی مدد کرتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم ان چیزوں میں عملاً آپ کی ٹھوس مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ کو یہ چیزیں بنا دیتے ہیں۔ یا زائد مدد دے دیتے ہیں جن سے آپ کو سہولت حاصل ہو جائے۔

یہ وہ طریق ہے جس سے آپ صرف اپنی خوشیاں نہیں بانٹیں گے۔ بلکہ لوگوں کے دکھ بھی بانٹیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ساری زندگی صرف خوشیاں بانٹنے میں نہیں گزری دُکھ بانٹنے میں گزری ہے اور ایسا دکھ بانٹا ہے کہ خدا نے آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اپنے آپ کو اِن کے غم میں ہلاک نہ کر لینا۔ یہ وہ وسیلہ ہے جو ہمیں عطا کیا گیا ہے۔ یہ وصال کی راہیں ہیں جو ہمیں دکھائی گئی ہیں۔ ان راہوں پر آپ چلیں تو قرآن کے الفاظ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کو ضرور لقاء نصیب ہو گا۔ یہ وہ راہیں ہیں جو ناکام اور نامراد نہیں رکھا کرتیں۔ یہ ضرور اپنے محبوب کے در تک آپ کو پہنچا کر چھوڑیں گی۔ پس یہ رمضان نہ گزرنے دیں جب تک دُعاؤں کے ذریعے اور اُن اعمال کے ذریعے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمیں سکھائے ہیں، ہم خدا کو پا نہ لیں اور یقین نہ کر لیں کہ اس خدا کو ہم نے دیکھ لیا اور اس خدا نے ہمیں دیکھ لیا اور ہم نے اس کی لقاء کی جنّت کو حاصل کر لیا ہے۔ خدا کرے یہ ابدی جنّتیں ہمیں نصیب ہوں۔ اگر ہم لقاء کی جنّت کو اس دنیا میں پا لیں تو دنیا کا کوئی غم ہمیں ڈرا نہیں سکتا.......

یہ وہ صاحبِ لقاء ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ خبردار! خدا کے اولیاء کو تم کیسے ڈرا سکو گے۔ تم کیسے ان کو دُکھ پہنچا سکتے ہو۔ یہ ابدی جنتوں میں بس رہے ہیں........ کوئی خوف اب اِن پر غالب نہیں آ سکتا..... اور کوئی نقصان اُن کو حزیں بنا کر نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ ہمیشہ یہ خدا کے ساتھ رہتے ہیں۔"

خدا کے زیرِ سایہ

"خدا کے پیاروں کو جو دُکھ آتا ہے وہ مصلحتِ الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دُنیا اکٹھی ہو جائے تو ان کو ایک ذرّہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی۔ چونکہ وہ دُنیا میں نمونہ قائم کرنے کے واسطے ہیں اس واسطے ضروری ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں تکالیف اُٹھانے کا نمونہ بھی وہ لوگوں کو دکھائیں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اس سے بڑھ کر تردّد نہیں ہوتا کہ اپنے ولی کی قبض رُوح کروں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اُس کے ولی کو کوئی تکلیف آوے مگر ضرورت اور مصالح کے واسطے وہ دُکھ دیئے جاتے ہیں اور اس میں خود ان کے لئے نیکی ہے کیونکہ ان کے اَخلاق ظاہر ہوتے ہیں.....

پس تقویٰ کے امتحان میں پاس ہونے کے لئے ہر ایک تکلیف اُٹھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جب انسان اس راہ پر قدم اُٹھاتا ہے تو شیطان اس پر بڑے بڑے حملے کرتا ہے لیکن ایک حد پر پہنچ کر آخر شیطان ٹھہر جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب انسان کی سفلی زندگی پر موت آ کر وہ خدا کے زیرِ سایہ ہو جاتا ہے۔ وہ مظہرِ الٰہی اور خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگا دے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۰۱، ۳۰۲)

سیرۃ النبیؐ قسط دوم

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حُسنِ معاشرت

محترم حافظ مظفر احمد صاحب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی حضرت صفیہؓ تھیں جو رسول اللہؐ کے شدید معاند اور یہودی قبیلہ بنو نضیر کے مشہور سردار حُیَی بن اخطب کی بیٹی تھیں جنگِ خیبر میں حضرت صفیہؓ کا باپ اور ان کا خاوند مسلمانوں سے لڑتے ہوئے مارے گئے تھے مگر آنحضرتؐ نے پھر بھی یہودِ خیبر پر احسان فرماتے ہوئے حضرت صفیہؓ بنت حُیَی کو اپنے عقد میں لینا پسند فرمایا۔ اپنے جانی دشمن کی بیٹی صفیہؓ کو بیوی بنا کر اپنی شفقتوں اور احسانوں سے جس طرح انہیں اپنا گرویدہ کیا اور اُن کا دل آپؐ نے جیتا وہ بلاشبہ انقلاب آفریں ہے۔ جنگِ خیبر سے واپسی کا وقت آیا تو صحابہ کرامؓ نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ آنحضرتؐ اُونٹ پر حضرت صفیہؓ کے لئے خود جگہ بنا رہے ہیں۔ وہ عبا جو آپؐ نے زیبِ تن کر رکھی تھی اُتار کر اور اُسے تہ کر کے حضرت صفیہؓ کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھا دیا اور پھر اُن کو سوار کراتے وقت اپنا گھٹنا اُن کے آگے جھکا دیا اور فرمایا اِس پر پاؤں رکھ کر اُونٹ پر سوار ہو جاؤ۔

خود حضرت صفیہؓ کا بیان ہے کہ چونکہ جنگِ خیبر میں رسول اللہؐ کے ذریعہ میرے باپ اور شوہر مارے گئے تھے اِس لئے میرے دل میں آپؐ کے لئے جو نفرت تھی اُس کی انتہاء نہیں تھی مگر آپؐ نے میرے ساتھ ایسا حُسنِ سلوک فرمایا کہ میرے دل کی سب کدورت جاتی رہی۔ آپؓ بیان فرماتی ہیں کہ خیبر سے جب ہم رات کے وقت چلے تو آپؐ نے مجھے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا دیا۔ مجھے اُونگھ آگئی اور سر پالان کی لکڑی سے جا ٹکرایا۔ حضورؐ نے بڑے پیار سے اپنا دستِ شفقت میرے سر پر رکھ دیا اور فرمانے لگے اے لڑکی، اے حُیَی کی بیٹی ذرا احتیاط ذرا خیال! رات کو جب ایک جگہ پڑاؤ کیا تو وہاں میرے ساتھ بہت معذرتیں کیں۔ فرمانے لگے دیکھو تمہارا باپ میرے خلاف تمام عرب کو کھینچ لایا تھا اور ہم پر حملہ کرنے میں پہل اُس نے کی تھی اور یہ یہ سلوک ہم سے روا رکھا تھا جس کی بناء پر مجبوراً تیری قوم کے ساتھ ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا جس پر میں بہت معذرت خواہ ہوں مگر تم خود جانتی ہو کہ یہ سب کچھ ہمیں مجبوراً اور جواباً کرنا پڑا ہے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ جب میں رسولِ کریمؐ کے پاس سے اُٹھی تو آپؐ کی محبت میرے دل میں ایسی رچ بس چکی تھی کہ دُنیا میں آپؐ سے بڑھ کر مجھے کوئی پیارا نہ رہا۔

"قوّام" اور "راعی" یعنی سرپرست اور نگران ہونے کے ناطے بیویوں کی تربیت کی ذمہ داری بھی ایک اہم اور نازک ذمہ داری ہے۔ اپنی تمام تر دلداریوں اور شفقتوں کے ساتھ تربیت کی ذمہ داری ادا کرنے کا حق ہمارے آقا و مولیٰؐ نے خوب ادا فرمایا۔ حسبِ ارشادِ خداوندی جب بیویوں نے آیتِ تخییر کے بعد آپؐ کے پاس رہنا ہی پسند فرمایا تو آپؐ کا ازواجِ مطہّرات کو یہی درس ہوتا ہے کہ آپ دُنیا کی عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں اِسلئے تقویٰ اختیار کریں اور لوچدار آواز سے بات نہ کریں کہ منافق کوئی بدخیال دل میں لائے اور زیادہ وقت گھروں میں ہی ٹھہری رہا کریں اور جاہلیت کے طریق کے مطابق زینت و آرائش کے اظہار سے باز رہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت میں کمربستہ رہیں۔ جب کسی غیر مرد سے بات کرنی ہو تو برعایتِ پردہ ایسا کریں اور جب باہر نکلیں تو اوڑھنیاں اِس طرح لیا کریں کہ پہچانی نہ جائیں۔ یہ سب احکام وہ تھے جن پر عمل درآمد کے نتیجہ میں اہلِ بیت اور ازواج

مطہرات نے مدینہ میں ایک پاکیزہ معاشرہ قائم کر دیا۔
آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ بہت خوش قسمت ہیں وہ میاں بیوی جو ایک دوسرے کو نماز اور عبادت کے لئے بیدار کرتے ہوں اور اگر ایک نہ جاگے تو دوسرا اُس پر پانی کے چھینٹے پھینک کر اسے جگائے اور اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ آپؐ کا یہی سلوک تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ رات کو نمازِ تہجد کی ادائیگی کے لئے اُٹھتے تھے جب طلوعِ فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کر لو۔
اِسی طرح آپؐ فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں تو بطورِ خاص آپؐ خود بھی کمرِ ہمت کس لیتے اور بیویوں کو بھی اہتمام کے ساتھ عبادت کے لئے جگاتے تھے۔
ایک رات کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ تہجد کے لئے اُٹھے ہوئے تھے وحیِ الٰہی کے ذریعہ سے آپؐ کو آئندہ کے احوال اور فتنوں کی کچھ خبریں بتائی گئی ہیں جس کے بعد ایک پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں آپؐ بیویوں کو نماز اور دعا کے لئے جگانے لگے اور فرمایا اِن حُجروں میں سونے والیوں کو جگاؤ اور پھر اِس نصیحت کو مزید اثر انگیز بنانے کے لئے ایک عجیب پُرحکمت جملہ فرمایا جو پوری زندگی میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ فرمایا:
رُبَّ کَاسِیَۃٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔
دُنیا میں کتنی ہی عورتیں ہیں جو ظاہری لباسوں کے لحاظ سے بہت خوش پوش ہیں مگر قیامت کے دن جب یہ دنیوی لباس کام نہ آئیں گے اور صرف لباسِ تقویٰ کی ضرورت ہوگی تو وہ اس لباس سے عاری ہوں گی۔
ایک دفعہ حضرت اُمِّ سلمہؓ کے گھر میں کچھ عورتیں جمع تھیں آپؐ نے دیکھا کہ سب اکیلی اکیلی نماز پڑھتی ہیں اُمِّ سلمہؓ کو فرمایا تم نے ان کو نماز باجماعت کیوں نہ پڑھا دی۔
اُمِّ سلمہؓ نے پوچھا کہ حضورؐ! کیا یہ جائز ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں جب تم زیادہ عورتیں ہوں تو ایک درمیان میں کھڑی ہو کر امامت کروا لیا کرے اور اِس طرح آپؐ نے نماز باجماعت اور عبادتِ الٰہی کا شوق اُن میں بیدار کیا۔
اللہ کی یاد اور اس کی صفات کا تذکرہ تو اکثر ہی گھر میں رہتا تھا۔ عجب ڈھنگ اور نرالے انداز سے آپؐ اہلِ خانہ کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی عبادت کا شوق پیدا فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے مجھے اللہ کی ایک ایسی صفت کا علم ہے جس کا نام لے کر دعا کی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے وفورِ شوق سے عرض کیا حضورؐ پھر مجھے بھی وہ صفت بتائیے نا! حضورؐ نے فرمایا میرے خیال میں تجھے بتانا مناسب نہیں۔ حضرت عائشہؓ جیسے رُوٹھ کر ایک طرف ہو کر جا بیٹھیں کہ خود ہی بتائیں گے مگر جب آنحضرتؐ نے کچھ دیر تک نہ بتایا تو عجب شوق کے عالم میں خود اٹھیں رسول اللہؐ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں، آپؐ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ بس مجھے ضرور وہ صفت بتائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ دراصل بات یہ ہے کہ اِس صفت کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے دُنیا کی کوئی چیز مانگنا درست نہیں اِس لئے میں بتانا نہیں چاہتا۔ تب حضرت عائشہؓ پھر رُوٹھ کے الگ ہو جاتی ہیں کہ اچھا نہ تو نہ سہی۔ پھر آپؓ وضوء کرتی ہیں مصلّٰی بچھاتی ہیں اور حضورؐ کو سُنا سُنا کر بآوازِ بلند یہ دعا کرتی ہیں کہ اے میرے مَولیٰ تجھے اپنے سارے ناموں اور صفتوں کا واسطہ، اُن صفتوں کا بھی جو مجھے معلوم ہیں اور اُن کا بھی جو میں نہیں جانتی کہ تو اپنی اِس بندی کے ساتھ عفو کا سلوک کرنا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بیٹھے دیکھتے جاتے ہیں اور مسکراتے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے عائشہؓ! بے شک وہ صفت اِنہی صفات میں سے ایک ہے جو

تم نے شمار کر ڈالیں۔

بیویوں کے دل میں توحید باری کی عظمت کے قیام کا خیال آپؐ کو بوقتِ وفات بھی تھا۔ آپؐ کی آخری بیماری میں جب کسی بیوی نے حبشہ کے ایک گرجے کا ذکر کیا جو ماریہ (یعنی حضرت مریمؑ) کے نام سے موسوم تھا تو اپنی بیماری کے تکلیف دہ آخری لمحات میں بھی آپؐ نے بیویوں کی توجہ توحید باری کی طرف مبذول کراتے ہوئے فوراً گفتگو کا رُخ اس طرف موڑ دیا کہ بُرا ہو اُن یہودیوں اور عیسائیوں کا جنہوں نے اپنے نبیوں اور بزرگوں کے مزاروں کو معابد بنا لیا گویا بالفاظ دیگر اپنی وفات کو قریب جانتے ہوئے آپؐ بیویوں کو یہ پیغام دے رہے تھے کہ دیکھو میری قبر کو شرک گاہ نہ بنا دینا۔ میرے بعد توحید پر قائم رہنا۔

جہاں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو جذبۂ غیرت کا پیدا ہو جانا ایک طبعی امر ہے۔ غور کیا جائے تو شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک اہم اور نازک مسئلہ یہی ہوتا مگر آپؐ اکثر و بیشتر اس کا مداوا اور حل خود تکلیف اُٹھا کر اور اپنی ذاتی قربانی کے ذریعہ سے تلاش کر لیا کرتے۔ ایک دفعہ آپؐ کی باری حضرت عائشہؓ کے ہاں تھی۔ کسی اور بیوی نے کچھ کھانا تحفۃً وہاں بھجوا دیا۔ حضرت عائشہؓ کی طبعی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ اُن کی باری میں کوئی اور بیوی حضورؐ کی خدمت کا شرف پائے اُنہوں نے غصے میں وہ کھانے سے بھرا پیالہ زمین پر دے مارا۔ کھانا گر گیا پیالہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔ کھانا لانے والا خادم پاس حیران کھڑا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ سب تماشا دیکھ رہے ہیں مگر حضرت عائشہؓ پر کوئی سختی نہیں فرماتے چپکے سے اپنی جگہ سے اُٹھتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے زمین پر گرا ہوا کھانا جمع کرنا شروع کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے لئے تو یہی کافی تھا۔ حضورؐ کے اس ردِّ عمل سے یقیناً اُن کو سخت ندامت ہوئی ہو گی۔ چنانچہ جب رسولِ کریمؐ نے اُن کو فرمایا کہ اے عائشہؓ جو پیالہ توڑا ہے اب اس کے بدلے میں اپنا کوئی پیالہ واپس کر دو۔ حضرت عائشہؓ نے بخوشی اس خادم کو اپنا پیالہ دے کر رخصت کیا۔

آپؐ جائز حد تک اپنی بیویوں کی خاطر اپنے نفس کی قربانی میں کوئی تامّل نہ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ نے ایک بیوی کے ہاں ٹھہر کر شہد کا شربت پیا۔ وہاں آپؐ کا وقت معمول سے کچھ زیادہ لگ گیا تو حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے ازراہِ غیرت شہد ترک کروانے کا پروگرام بنوایا اور دونوں بیویوں نے حضورؐ سے شہد کی خاص بُو کی شکایت اس انداز میں کی کہ لگتا ہے کہ حضورؐ نے فلاں بُو دار بوٹی کا رس چوسنے والی مکھی کا شہد پیا ہے۔ حضورؐ کے لئے تو یہ اشارہ کافی تھا۔ تو آپؐ نے دونوں بیویوں کے جذبات کی خاطر شہد ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا عزم کر لیا اور فرمایا کہ اب میں کبھی شہد کا شربت نہ پیوں گا۔ یہاں تک کہ قرآن شریف میں آپؐ کو ارشاد ہوا کہ اے نبی محض اپنی بیویوں کی رضامندی کی خاطر اللہ کی حلال چیزوں کو کیوں حرام کرتے ہو۔ جس حد تک حضورؐ بیویوں کی باتیں سُنتے اور اُن کے مذاق تک برداشت فرماتے تھے اس پر ازواجِ مطہرات کے عزیز اقارب کو تو تعجب ہوتا تھا مگر آنحضرتؐ نے کبھی اس کو بُرا نہیں منایا اور اپنی نرم خُو میں کبھی سختی اور درشتی نہیں آنے دی۔

ایک دن حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ سے کچھ تیز تیز بول رہی تھیں کہ اُوپر سے اُن کے ابّا حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ یہ حالت دیکھ کر اُن سے رہا نہ گیا اور اپنی بیٹی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے کہ خدا کے رسولؐ کے آگے اس طرح بولتی ہو۔ آنحضرتؐ یہ دیکھتے ہی باپ اور بیٹی کے درمیان حائل ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ کی متوقع سزا سے حضرت عائشہؓ کو بچا لیا۔ اور جب حضرت ابوبکرؓ چلے گئے تو حضرت عائشہؓ کو ازراہِ تفنّن فرمانے لگے: دیکھا پھر ہم نے تمہیں تمہارے ابّا سے کیسے بچایا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت ابوبکرؓ دوبارہ تشریف لائے تو آنحضرتؐ اور حضرت عائشہؓ ہنسی خوشی باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے

دیکھو بٹنی تم نے اپنی لڑائی میں تو مجھے شریک کیا تھا اب خوشی میں بھی شریک کر لو۔

حضرت عائشہؓ کے تو آپؐ بہت ہی ناز اُٹھاتے تھے۔ ایک دفعہ اُن سے فرمانے لگے کہ عائشہؓ میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ کیسے۔ فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اپنی گفتگو میں ربِّ محمدؐ کہہ کر قسم کھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو ربِّ ابراہیم کہہ کر بات کرتی ہو۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہاں یا رسول اللہؐ یہ تو ٹھیک ہے مگر بس میں صرف زبان سے ہی آپؐ کا نام چھوڑتی ہوں (دل سے تو آپؐ کی محبت نہیں جاسکتی)۔

حضورؐ کی بیوی بنتِ عمرؓ کچھ تیز طبیعت تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو اُن کی بیوی نے کوئی مشورہ دینا چاہا تو آپ سخت خفا ہوئے کہ مردوں کے معاملات میں عورتوں کی مداخلت کے کیا معنی؟ تب آپ کی بیوی کہنے لگیں کہ آپ کی اپنی بیٹی حفصہؓ تو رسول اللہؐ کے آگے سے بولتی ہے اور ان کو جواب دیتی ہے یہاں تک کہ بعض دفعہ رسول کریمؐ سارا سارا دن اُن سے ناراض رہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً اپنی بیٹی کے گھر پہنچے اور اُن سے پوچھا کہ کیا یہ درست ہے کہ تمہارے آگے سے بولنے کی وجہ سے رسول اللہؐ بعض دفعہ سارا دن ناراض رہتے ہیں۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہاں بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یاد رکھو عائشہؓ کی ریس کرتے ہوئے تم کسی دن اپنا نقصان نہ کر لینا۔ پھر یہی نصیحت حضورؐ کی ایک اور بیوی حضرت اُمِّ سلمہؓ کو کرنے گئے تو وہ بھی آخر حضرت عمرؓ کی رشتہ دار تھیں فرمانے لگیں اے عمرؓ! اب رسول اللہؐ کے گھریلو معاملات میں بھی تم مداخلت کرنے لگے کیا اس کے لئے خود رسول اللہؐ کافی نہیں ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں خاموش ہو کر واپس لوٹا اور یہ واقعہ جب آنحضرتؐ کو سنایا تو آپؐ خوب محظوظ ہوئے۔

اِن سب شفقتوں کے باوجود اگر کبھی بیویوں کی طرف سے عدل سے ہٹی ہوئی کوئی بات سرزد ہوتی تو آپؐ سختی سے اِس کا نوٹس بھی لیتے اور مناسب تنبیہہ فرماتے۔ ہرچند کہ حضرت عائشہؓ آپؐ کو بہت محبوب تھیں ایک دفعہ انہوں نے حضرت صفیہؓ کو اپنی چھنگلی دکھا کر ان کے پست قد کی وجہ سے ٹھگنی (چھوٹے قد والی) کا طعنہ دیا اور آنحضرتؐ کو پتہ چل گیا تو آپؐ نے بہت سرزنش فرمائی۔ فرمایا یہ ایسا سخت کلمہ تم نے کہا کہ تلخ سمندر کے پانی میں بھی اِس کو ملا دیا جائے تو وہ اور کڑوا ہو جائے۔ گویا آپؐ نے لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ کے حکم کی سختی سے پابندی فرمائی۔

بلا امتیاز عادلانہ فیصلوں کا یہ اصول تا دمِ واپسیں برقرار رہا۔ آخری بیماری میں جب حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو امامتِ نماز کا ارشاد فرمایا تو حضرت عائشہؓ نے اِس خیال سے کہ رسول اللہؐ کی وفات ہو گئی تو لوگ ابوبکرؓ کے مصلّے پر آنے کی بدشگونی نہ لیں یہ مشورہ دیا کہ حضرت عمرؓ کو نماز پڑھانے کے لئے کہہ دیا جائے اور حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے مل کر اِس پر اصرار بھی کیا مگر آپؐ نے سختی کے ساتھ امامتِ ابوبکرؓ کا فیصلہ ہی نافذ کیا اور فرمایا:

”تم یوسف علیہ السلام کو راہِ راست سے بھٹکانے والی عورتوں کی طرح مجھے کیوں راہِ حق سے ہٹانا چاہتی ہو۔“

الغرض ہمارے آقا و مولیٰؐ نے کمال عدل اور احسان اور مروّت کے ساتھ اہلی زندگی میں اپنے حقوق ادا کئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِن کمال ذرہ نوازیوں کا نتیجہ تھا کہ آپؐ کی تمام بیویاں آپؐ پر جان چھڑکتی تھیں چنانچہ زمانۂ قربِ وفات میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے فرمایا کہ تم میں سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی مجھے سب سے پہلے دوسرے جہان میں آ ملے گی۔ تو بیویوں

کی محبت کا یہ عالم تھا کہ عجب عالم شوق میں انہوں نے باہم ہاتھ مارنے شروع کر دیئے کہ وہ کون خوش نصیب ہے جو اِس دارِ فانی سے کوچ کر کے اُس دائمی اور ابد الآباد گھر میں اپنے آقا کے قدموں میں سب سے پہلے پہنچتی ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ کے حُسن و احسان کے اُن جلووں نے بلاشبہ آپ کی اہلی زندگی کو جنّت نظیر بنا دیا تھا۔ تبھی تو دوسرے جہان کی جنت کے لئے آپ کی بیویاں آپ سے ملنے کے لئے اِتنی بیقرار نظر آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم صحیح معنوں میں اپنی اہلی زندگیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اُسوہ اور خُلقِ عظیم کے رنگ میں رنگین کرنے والے ہوں اور وہ پاکیزہ معاشرہ استوار کریں جس کے قیام کے لئے ہمارے سیّد و مولیٰ اِس دُنیا میں تشریف لائے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّم۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپؐ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے میرے نزدیک وہ شخص بُزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپؐ ایسے خلیق تھے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۴)

پھر فرماتے ہیں:-

"ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ" تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ...... ہاں اگر وہ بے جا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ خاوند عورت کے لئے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ اگر اپنے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ پس مرد میں جلالی اور جمالی رنگ دونوں موجود ہوں۔ نہ چاہئیں"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۴۷)

تحریک وقف نو

محترمہ فضیلت بیگم صاحبہ نے اپنا چھوٹا بیٹا عزیزم لقمان احمد ملک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق تحریک وقف نو میں پیش کیا ہے۔ بچے کے والد کا نام اعجاز احمد ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت اور عمر والی لمبی زندگی سے نوازے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

ہر احمدی کا موٹو کیا ہے؟

درج ذیل مضمون حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو پہلی بار الفضل ۱۸ اگست ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔

"الفضل" مورخہ ۱۶ اگست میں ایک نہایت لطیف نوٹ دیا گیا ہے کہ ایک احمدی کا کیا موٹو ہونا چاہیئے؟ اس نوٹ میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ایک احمدی کا موٹو قرآن مجید کے یہ الفاظ ہیں یعنی "ہر نیک کام میں دوسروں سے سبقت لے جاؤ"۔ واقعہ میں یہ ایک ایسا موٹو ہے جو ہر احمدی کو مدنظر ہونا چاہیئے اور ہمارے نوجوانوں کو اسے خوشخط لکھا کر اپنے کمرہ میں نمایاں جگہ نصب کرنا چاہیئے تاکہ ہر وقت انہیں خیال رہے کہ ہمارا نصب العین کیا ہے؟ اور دوسروں کو بھی معلوم ہو کہ ایک احمدی کا منتہائے نظر کیا ہے؟ لیکن ضروری نہیں کہ ہم کسی مضمون کو ہمیشہ خاص الفاظ میں ہی منحصر قرار دیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے ایک مضمون دو یا دو سے زیادہ عبارتوں کے ذریعہ ادا کیا جا سکے۔ پس مجھے اس موٹو پر اعتراض نہیں بلکہ میں اس کی پوری طرح تائید کرتا ہوا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے مجھے جبکہ میں ان سے قرآن مجید پڑھ رہا تھا فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس دجالی زمانہ کے مناسب حال ایک فقرہ میں اپنی جماعت کے سامنے تمام دین کا نچوڑ اور خلاصہ پیش کر کے ہر احمدی سے اقرار لیا ہے اور واقعہ میں دجالی زمانہ میں یہی فقرہ ہر احمدی کو مدنظر رہنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا"

پھر آپ نے فرمایا، دیکھو پہلے زمانے میں لوگ دنیا کے کام دنیا کے لئے اور دین کے کام دین کی خاطر کرتے تھے۔ مگر دجال وہ قوم ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یعنی ان کی تمام کوششیں اور کارروائیاں محض دنیا کے لئے ہیں۔ ان کی نماز، ان کی عبادت، ان کا گرجوں میں جانا، ان کا مشن کھولنا، ان کی تبلیغ، ان کا اخلاق حسنہ دکھانا، ان کا شفا خانے اور مدرسے جاری کرنا۔ سب درپردہ دنیا کے لئے اور اپنی حکومت اور غلبہ کے استحکام کے لئے ہیں اور دجال کے اثر کے ماتحت اب یہ وبا ساری دنیا میں پھیل گئی ہے۔ اور دنیا کی تمام قوموں میں یہ مرض سرایت کر گیا ہے کہ لوگ ہر کام میں دنیا کا آرام، اس کی منفعت اور اس کی آسائش ڈھونڈتے ہیں۔ کوئی کام بھی آخرت کی درستی اور عاقبت کو سنوارنے کے لئے نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر تحصیل علم کو لے لو۔ پہلے زمانہ میں علم سے غرض اخلاق کی تہذیب، اپنے فرائض کو پہچاننا اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس تھا لیکن اس زمانہ میں سکولوں کی تعلیم، کالجوں کی پڑھائی اور یونیورسٹیوں کی ڈگریاں لینا محض ملازمت کے حصول کے لئے ہے، اس لئے حضرت بانی سلسلہ نے بیعت میں اپنی جماعت کے ہر فرد سے یہ اقرار لیا کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا"

یعنی میرے ہر کام، میری ہر حرکت اور ہر سکون میں دین مقدم ہوگا اور دنیا مؤخر۔ اخروی زندگی اصل ہوگی اور ورلی زندگی فرع۔ اب اس جامع فقرہ میں سب کچھ آگیا۔ مثلاً جو احمدی علم پڑھتا ہے بلکہ علم پڑھنے کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے کیمبرج یا آکسفورڈ میں داخل ہوتا ہے گو وہ بھی تعلیم کے خاتمہ پر ملازمت میں داخل ہونا چاہتا ہے مگر اصل مقصد اس کا اس علم کے حصول سے دنیا نہیں بلکہ وہ بھی اقرار کرتا ہے کہ علم پڑھنے میں بھی

"میں دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا"

پھر تعلیم سے فارغ ہو کر جب وہ شخص ملازمت میں داخل ہوتا ہے، تو اسی فقرہ کے ذریعہ وہ دوبارہ اقرار کرتا ہے کہ گو ملازمت ذریعۂ معاش ہے اور اپنے اور اپنے بال بچوں کے پیٹ بھرنے کے لئے میں نے ملازمت اختیار کی ہے مگر اس ملازمت میں بھی

"میں دین کو دنیا پر مقدّم رکھوں گا"

یعنی افسروں کو خوش کرنے کے لئے خدا کو ناراض نہ کروں گا، رشوت نہ لوں گا، ماتحتوں پر بے جا سختی نہ کروں گا۔ اسی طرح ایک تاجر اپنی تجارت

باقی صہ ۲۲ پر

مسجد واشنگٹن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ر فروری ۹۰ء کو مسجد واشنگٹن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا!

" ایک اور ملک جس کا ذکر ضروری ہے وہ امریکہ ہے۔ امریکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت حیثیت ہے یعنی مالی لحاظ سے خدا تعالیٰ نے سارے ملک کو ہی غیر معمولی توفیق عطا فرمائی ہے ...... چنانچہ میں نے وہاں مسجد واشنگٹن کی تحریک کی اور جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا میں نے جماعت کو نصیحت کی کہ آپ کے ملک کے شایان شان جگہ ہونی چاہیئے ......

اس لئے سردست ان کا اندازہ اڑھائی ملین کا ہے یعنی ۲۵ لاکھ ڈالر۔ اس سلسلے میں گذشتہ ایک سال سے مجھے امریکہ کی جماعت کے فکر انگیز خط مل رہے ہیں اور امیر جماعت احمدیہ امریکہ اس اس بارے میں فکر مند ہیں کہ یہ روپیہ کیسے پورا ہوگا....

...... پھر میں نے ان سے کہا کہ میں ساری دنیا میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ آپ کی مدد کریں۔ اگر امریکہ کی جماعت کو توفیق نہیں ہے تو وہ آپ کے لئے قربانی کریں چنانچہ وہ تحریک میں نے کردی .... تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ سب دنیا کی جماعت کو امریکہ کی کم سے کم اس معاملہ میں ضرور مدد کرنی چاہیئے۔

دوسرے مجھے ابھی بھی یقین ہے کہ امریکہ کی جماعت میں توفیق ہے۔ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے علم کے مطابق کم از کم ایک سو احمدی ایسا ہے جو اتنا صاحب حیثیت ہے کہ اگر وہ چاہے تو مل کر اس ساری ذمہ داری کو ادا کر سکتا ہے۔ کوئی اس میں شک کی بات نہیں .... اس لئے وہاں جماعت کے اندر قربانی کا معیار بڑھانے کیلئے بار بار نصیحت کی ضرورت ہے۔ امیر صاحب جماعت ہوں یا اس معاملے میں جو سیکرٹری چندے کی تحریک کیلئے مقرر ہوئے ہیں وہ ہوں ان کو اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ جماعت کی تربیت کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اقتباسات ان کے سامنے بار بار لائیں جو قرآن اور حدیث سے مزین ہیں اور ان کی ایسی پاکیزہ تفسیر ان میں موجود ہے کہ ان حوالوں سے جب ہم اس تفسیر کو پڑھتے ہیں تو

دل بے اختیار خدا کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے کیلئے
اچھلنے لگتا ہے۔ اس ذریعے کو اختیار کریں۔ دوسرے
نصیحت کے ذریعے کو اختیار کریں ان کو بار بار
انگیخت کریں کہ تم صاحب حیثیت جماعت ہو۔ تمہیں
اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے اور یہ مصنوعی ذریعے چھوڑ دو
کہ قرضے دو یہ کرو وہ کرو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پتہ نہیں
اس بارہ میں کیوں خدا تعالیٰ پر لوگ بے اعتمادی کرتے
ہیں۔ جماعت کا سو سالہ تجربہ ہے کہ اور چودہ سو سال
پہلے کی پہلی صدی کا بھی یہی تجربہ تھا کہ جن لوگوں نے خدا
کی راہ میں خرچ کیا خدا تعالیٰ نے ان کو بے حساب عطا
فرمایا ہے پس اگر وہ ہمت دکھائیں اور عزم کریں
تو ہرگز مشکل نہیں ہے کہ جو بیرونی مدد ان کو ملے اس سے
ایک اور مسجد بنالیں لیکن یہ مسجد وہ اپنی ہی توفیق
سے بنا سکیں۔

آخر میں ایک دعا ان کو دے سکتا ہوں اور اس
دعا میں آپ لوگ بھی شامل ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان
کو جرمنی کے مزدور نوجوانوں کے دل عطا کرے۔
ایسی عظیم الشان قربانی کرنے والی جماعت ہے کہ
دل دیکھ کر عش عش کر اٹھتا ہے۔ وہاں میں نے ۱۰۰ مساجد
کی تحریک کی تھی اور میں جانتا ہوں کہ جرمنی کے اکثر
نوجوان غریب ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن اس جذبہ
کے ساتھ انہوں نے لبیک کہا ہے کہ دل عش عش
کر اٹھتا ہے۔ بعض دفعہ خطوط پڑھتے ہوئے میری آنکھوں
سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں خدا تعالیٰ کی حمد کے
آنسو کہ اس نے کیسی عظیم الشان جماعت عطا کی
ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ یورپ کا پہلا ملک
ہوگا جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو
۱۰۰ مساجد بنانے کی توفیق ملے گی۔ پس امریکہ
کو اس سے سبق لینا چاہئے اور جیسا کہ میں نے
دعا دی ہے کہ اگر اس صاحب حیثیت جماعت کو
جرمنی کے غریب نوجوانوں کا دل مل جائے تو
بہت بڑی دولت ہے اور اس دولت کے ساتھ
پھر وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ساری مالی
مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب فرمایا کہ غنی وہ نہیں
ہے کہ جس کے پاس مال و دولت زیادہ ہو
غنی وہ ہے جس کا دل امیر ہو۔ اللہ تعالیٰ
ساری جماعت کو ظاہری غنا بھی عطا کرے
اور باطنی غنا بھی عطا فرمائے۔ آمین"

وہ صرف نماز پڑھنا کافی نہیں۔ نماز ترجمہ کے ساتھ
پڑھنا بہت ضروری ہے اور نماز کا ترجمہ ہر احمدی کو
آنا چاہئے خواہ وہ بچہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا۔ مرد ہو یا
عورت ہر شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ نماز کا ترجمہ جانتا ہو"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء)

بساطِ دُنیا اُلٹ رہی ہے

۱۹۸۹ء کا سال دُنیا میں حیرت انگیز انقلابات برپا کر گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دُنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا اور سوچنے والوں کو ایک نئی طرزِ فکر دے گیا۔ ایک احمدی ہونے کے ناطے جب ہم آسمانی صحیفوں اور بزرگان کے اقوال اور پیش خبریوں کی روشنی میں اِن واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری سوچ ان دوسرے دُنیادار مفکرین سے بالکل الگ منظر پیش کرتی ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ اتفاقی نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی ایک خاص تقدیر ہے جو سب کچھ کروا رہی ہے اور اس کا آخری اور یقینی مقصد اس ساری دُنیا کو توحیدِ حقیقی کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔

حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے یکم دسمبر ۱۹۸۹ء اور ۹ فروری ۱۹۹۰ء کو جو خطباتِ جمعہ لندن میں ارشاد فرمائے وہ تو ہماری سوچ کو ایک نئی روشنی مہیا کرتے ہیں اور ہمارے تصورات میں ایک حقیقی رنگ بھر دیتے ہیں اور ہماری فکروں کو سیدھی اور واضح راہیں عطا کرتے ہیں۔

۹ فروری ۱۹۹۰ء کے خطبہ میں آپ نے فرمایا:-

" دو اڑھائی سال پہلے کی بات ہے جلسہ سالانہ یُو۔کے پر میری ایک نظم پڑھی گئی تھی جس کا پہلا شعر یہ تھا کہ ؎

دیارِ مغرب سے جانے والو، دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

اِس میں دو شعر ایسے بھی تھے جو پیشگوئی کا رنگ رکھتے تھے لیکن الہامی نہیں تھے۔ نیک تمناؤں کا اظہار خدا تعالیٰ کی تائید پر بھروسہ کرتے ہوئے پیشگوئی کے رنگ میں کیا گیا تھا۔ پہلا شعر اُن دو اشعار میں سے یہ تھا ؎

ہمیں مٹانے کا زُعم لے کر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک اُن کی، کرے گا رُسوائے عام کہنا

پس جماعتِ احمدیہ نے دیکھ لیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری توقعات سے بڑھ کر پوری شان اور صفائی کے ساتھ اس نیک تمنا کو جو پیشگوئی کا رنگ رکھتی تھی پورا فرما دیا۔ دوسرا شعر یہ تھا ؎

بساطِ دُنیا اُلٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہانِ نَو کے اُبھر رہے ہیں، بدل رہا ہے نظام کہنا

اس میں تمام دُنیا سے متعلق ایک پیشگوئی تھی جو، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، ایک تمنا تھی جو پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئی لیکن اللہ کی ذات پر توکل تھا کہ وہ اسی طرح دُنیا کو دکھا دے گا"۔ . . پس اِس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور غیر معمولی شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے ہماری توقع سے بھی جلدی ان باتوں کو دکھا دیا اور اُن تبدیلیوں کی بنیادیں ڈال دیں۔

"..... جو عظیم الشان اور حیرت انگیز تبدیلیاں بڑی تیزی کے ساتھ دُنیا میں رونما ہو رہی ہیں ان تبدیلیوں کو جہانِ نَو کے نقشے قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ان تبدیلیوں کا اِس شعر کے پہلے حصّے سے تعلق ہے جو یہ ہے کہ اُلٹ رہی ہے بساطِ دُنیا۔ جو تبدیلیاں آپ کو رُوس میں یا دیگر مشرقی یورپ کے ممالک میں ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں اِن پر یہ امید نہ لگائیں کہ یہ ایک نئے نقشے کی بنیادیں ڈالی جا رہی ہیں۔ یہ پُرانے نظام کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ جو عظیم نظام دُنیا کے ایک فلسفی نے خدائی نظام کے مقابل پر بنایا تھا، یہ اس کے اِنہدام کا دَور ہے۔ اِس لئے محض اِن تبدیلیوں کو جہانِ نَو کا نقشہ سمجھ کر خوشی کے نعرے لگانا درست نہیں ہے۔ اِن تبدیلیوں سے متعلق ابھی تک انسان، اور جب مَیں انسان کہتا ہوں تو مراد ہے کہ انسانوں میں سے وہ دانشور جن کے ہاتھوں میں دُنیا کی بڑی بڑی قوموں کی باگیں تھمائی گئی ہیں وہ انسان بھی ابھی تک اِن تبدیلیوں کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ان کے نتیجے میں کیا ہونے والا ہے۔ شروع میں ہر ایک نے خوشی سے تالیاں بجائیں اور بڑے بڑے دعاوی کئے کہ دیکھو کیسے عجیب عجیب واقعات ہو رہے ہیں اور خوشی کا اظہار اِس رنگ میں کیا گویا یہ تمام واقعات ان کی تائید میں ہو رہے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ جو واقعات رونما ہو رہے ہیں ان کے پس منظر میں جو کچھ اُبھرنے والا ہے ابھی تک انسان سے پوشیدہ ہے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان سے پیشگوئی کے طور پر جاری ہونے والے کلام کا ایک حصّہ تو خدا نے پورا فرما دیا ہے اور بساطِ دُنیا اُلٹ دی ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ مولیٰ کریم اس کا دوسرا حصّہ بھی جلد از جلد ہماری زندگی میں پُورا کر دے اور جہانِ نَو کے حسین اور پائیدار نقشے اُبھرنے لگیں۔ وہ دُنیا جس کی خاطر ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

اِن دعاؤں کے ساتھ ہمیں اپنے اعمال اور کردار میں بھی اسی نسبت سے تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ خالد ربوہ اپریل ۱۹۹۰ء)

بقیہ ص ۱۸ سے

میں، ایک زمیندار اپنی زراعت میں، پیشہ ور اپنے پیشہ میں، ایک شادی کا خواہشمند، اولاد کا متمنی اولاد کے معاملہ میں اقرار کرتا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔"

پس جس طرح محولہ بالا مضمون میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ہر احمدی اپنے کمرہ میں یہ لکھ کر نصب کرے کہ "ہر نیک کام میں دوسروں سے سبقت لے جاؤ" میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس عربی فقرہ کے علاوہ کہ جسے ممکن ہے بہت سے غیر از جماعت نہ سمجھ سکیں، احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنا یہ موٹو بھی خوش خط لکھ کر اپنے کمروں میں لٹکائیں کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

درخواست دعا

محترم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب نے اپنے بیٹے مکرم محمد الیاس منیر صاحب کی طرف سے ایک ہزار ڈالر کا چیک مسجد واشنگٹن کیلئے بھجوایا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

مکرم محمد الیاس منیر صاحب اسیران راہ مولا میں شامل ہیں احباب جماعت سے انکی معجزانہ طور پر رہائی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محمد اشرف ناصر

سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا کے اندر ایثار وسخاوت کا مادہ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ایک دفعہ قبیلہ بنو سلیم کے ایک بہت بوڑھے آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے حضور نے انہیں دین کے ضروری احکام و مسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا۔

"کیا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟"

انہوں نے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ! قسم ہے اللہ کی بنو سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ غریب اور محتاج میں ہی ہوں"

حضور نے صحابہ کی طرف دیکھا اور فرمایا

"تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا"

سید الخزرج حضرت سعدؓ بن عبادہ اٹھے اور کہا۔

"یا رسول اللہ میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں"

حضور نے فرمایا

"تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانک دے"

سیدنا حضرت علیؓ اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر نومسلم اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔

پھر حضور نے فرمایا۔

کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے ان صاحب کو ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام کرنے لگے۔ چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ آخر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ سیدہ نے پوچھا کون ہے؟ حضرت سلمانؓ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجاء کی

"اے سچے رسول کی بیٹی۔ اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجئے۔"

سیدہ فاطمہؓ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا

"اے سلمانؓ! خدا کی قسم آج سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہؓ بنت محمدؐ کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ جنس دے دو۔"

حضرت سلمان فارسیؓ اعرابی کو ساتھ لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی۔ وہ دریائے حیرت میں غرق ہو گیا اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ کے پاکیزہ کردار کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

"اے سلمان! خدا کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر توراۃ میں دی گئی ہے تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہؓ کے باپ پر ایمان لایا۔ اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمانؓ کو دیا اور چادر بھی سیدہ فاطمہؓ کو واپس بھیج دی وہ سیدہؓ کے پاس واپس آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اناج پیسا اور جلدی سے اعرابی کیلئے روٹیاں پکا کر حضرت سلمانؓ کو دیں انہوں نے کہا۔

"اے میرے آقا کی لخت جگر ان میں سے کچھ بچوں کے لئے رکھ لیجیے"

سیدۃ النساء نے جواب دیا۔

"سلمان جو چیز میں راہ خدا میں دے چکی وہ میرے بچوں کے لئے جائز نہیں"

حضرت سلمانؓ روٹیاں لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے وہ روٹیاں اعرابی کو دیں اور پھر حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی۔

"بار الٰہا! فاطمہؓ تیری کنیز ہے اس سے راضی رہنا۔"

حضرت عبد اللہؓ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جَو حاصل کئے۔ سیدہ فاطمہؓ نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا۔ "میں بھوکا ہوں" حضرت سیدہ نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا پھر باقی اناج میں سے کچھ حصہ پیسا اور کھانا پکایا ابھی کھانا پک کر تیار ہوا ہی تھا کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آ کر دست سوال دراز کیا وہ سب کھانا اسے دے دیا۔ پھر انہوں نے باقی اناج پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اس مرتبہ ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا۔ وہ سب کھانا اس کو دے دیا۔ غرض اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالےٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند

آئی کہ اس گھر کے قدسی صفات مکینوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی
کہ وہ اللہ کی راہ میں مسکین۔ یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

ایک دفعہ کسی نے سیدہ فاطمہؓ سے پوچھا "چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی"۔ سیدہؓ نے فرمایا "تمہارے لئے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دیدوں"۔

سیدنا حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم سب کو کھانا میسر ہوا والد بزرگوار (حضرت علیؓ) حسین اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ (حضرت فاطمہؓ) نے ابھی نہیں کھایا تھا انہوں نے ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی۔ "رسول اللہ کی بیٹی میں دو وقت کا بھوکا ہوں میرا پیٹ بھرو" والدہ محترمہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور مجھ سے فرمایا۔ "جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ۔ مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا"۔
(سیرت فاطمۃ الزہرا از طالب ہاشمی صفحہ ۱۲۹-۱۲۶)

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ پردہ کی نہایت پابند تھیں اور شرم و حیا کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب فرمایا تو شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔

ایک دفعہ حضور حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے آپ کے پیچھے ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتومؓ بھی اندر چلے گئے۔ سیدہ فاطمہؓ انہیں دیکھ کر کوٹھڑی میں چھپ گئیں۔ جب وہ چلے گئے تو حضور نے فرمایا۔
"تم چھپ کیوں گئی تھیں ابن ام مکتوم تو اندھے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا ابا حضور! اگر وہ اندھے ہیں تو میں تو ایسی نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ غیر مرد کو دیکھا کروں"۔

شرم و حیا کی انتہا یہ تھی کہ عورتوں کا جنازہ بغیر پردہ کے نکلنا پسند نہ تھا اسی بنا پر اپنی وفات سے پہلے وصیت کی کہ میرے جنازے پر کھجور کی شاخوں کے ذریعے کپڑے کا پردہ ڈال دیا جائے اور جنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے تاکہ اس پر غیر مردوں کی نظر نہ پڑے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انصاف پسند نہ تھا آپ ہر معاملے میں پورے انصاف سے کام لیتے تھے اپنی ازواج مطہرات کے معاملے میں آپ کا یہ معمول تھا کہ باری باری ہر ایک کے حجرے میں قیام فرمایا کرتے تھے ام المومنین حضرت سودہؓ کی عمر زیادہ ہو چکی تھی اس لئے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دے دی تھی اس لئے حضور ان کے حجرے میں دو رات رہا کرتے تھے۔ صحابہ کرام اکثر حضرت عائشہ کی باری کے دنوں میں حضور کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجتے تھے۔ دوسری ازواج چاہتی تھیں کہ صحابہ ان کی باری کے دن بھی اسی طرح تحائف بھیجا کریں لیکن سب اس معاملے میں حضور سے براہ راست گفتگو کرنے میں جھجکتی تھیں چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ حضرت فاطمہؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور اقدس کی خدمت میں بھیجا جائے کیونکہ آپ ان کو بہت ہی پیار کرتے ہیں اور ان کی بات مانتے ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اپنی دوسری سوتیلی ماؤں کی درخواست پیش کی اور عرض کیا۔
"ابا جان! وہ سب حضرت صدیقہؓ کے معاملے میں آپ سے انصاف چاہتی ہیں"۔
صحابہ کرام جو کچھ بھیجتے تھے اپنی خوشی سے بھیجتے تھے۔ حضور نے ان کو اسکے متعلق کوئی ہدایت نہیں دی تھی اس لئے بے انصافی کا کوئی سوال ہی نہ تھا آپ نے فرمایا
"بیٹی جس کو میں چاہوں کیا تم اس کو نہیں چاہوگی"۔

حضرت فاطمہؓ شرما کر فوراً واپس چلی آئیں۔ ازواج مطہرات نے پھر اصرار کیا کہ بیٹی تم دوبارہ حضور کی خدمت میں جاؤ اور یہ معاملہ پیش کرو۔ سیدہؓ نے اس پر کہا۔ "خدا کی قسم میں اس معاملہ میں پھر ابا جان سے کچھ کہنے نہ جاؤں گی"۔
(بخاری و مسلم)

حضرت فاطمہؓ کے دل میں انسانی ہمدردی اور خدمت خلق کا جذبہ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور باوجود شدید مصروفیت کے مخلوق خدا کی خدمت پر کمربستہ رہتیں اور ہمسایوں کے دکھ درد میں شریک ہونا اپنا فرض سمجھتی تھیں۔ ان کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا جو اسلام کا سخت دشمن تھا اللہ تعالےٰ نے اسے ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اس پر اس کے رشتہ دار اس کے مخالف ہو گئے اور اس سے قطع تعلق کر لیا۔ اس طرح اس کے کاروبار اور تجارت پر بہت بڑا اثر پڑا۔ اور وہ نہایت مفلس و قلاش ہو گیا۔ اسی زمانے میں اس کی ہمدرد اور غمگسار بیوی قضائے الٰہی سے فوت

ہو گئی رشتہ داروں میں سے کوئی اس کے قریب بھی نہ پھٹکا۔ گھر میں بیوی کی میت پڑی تھی اور وہ پریشان تھا کہ اس کے غسل و کفن کا کیا انتظام کیا جائے اتفاق سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رض کو اس کی اس مصیبت کا علم ہو گیا۔ وہ رات کے اندھیرے میں اٹھیں ردائے مبارک سر پر لی اور لونڈی (فضہ رض) کو ساتھ لے کر اس کے گھر پہنچیں وہاں جا کر خود ہی میت کو غسل دیا اور خود ہی کفنایا
(خاتون جنت از منشی تاج الدین احمد مرحوم)

ایک مرتبہ کسی بیٹھی رہی تھیں کہ پڑوس سے ایک دردناک آواز کانوں میں پڑی یہ آواز سنتے ہی بے چین ہو گئیں۔ کنیز کو ساتھ لے کر فوراً اس گھر میں چلی گئیں۔ دیکھا کہ پڑوسن درد زہ میں مبتلا ہے اور اس کی جان پر بنی ہوئی ہے گھر والے سخت پریشان ہیں اور ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں۔ سیدہ نے انہیں تسلی دی اور کنیز کے ساتھ مل کر زچہ کی اس تندہی سے مدد اور خدمت کی کہ بچہ صحیح سلامت پیدا ہو گیا اور زچہ کی جان بھی بچ گئی یہ خدمت انجام دے کر گھر لوٹیں تو اس قدر خوش تھیں گویا سارے جہاں کی نعمتیں مل گئی ہوں۔ (سیرۃ فاطمۃ الزہرا رض مولانا عبدالمجید سوہدروی)

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور آپ کے احکامات کی پیروی اور اطاعت اپنا جزو ایمان سمجھتی تھیں ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے سیدہ فاطمہ رض نے آپ کی مراجعت کی خوشی میں گھر کے دروازے پر نقش و نگار والا پردہ (یا پردے) لٹکا دیا اور حضرت حسن رض و حسین رض کو چاندی کے کنگن پہنائے حضور معمول کے مطابق سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رض کے گھر تشریف لائے آپ نے گھر کے دروازے پر پردہ اور بچوں کے ہاتھ میں نقرئی کنگن دیکھے تو آپ سیدہ کے گھر میں داخل ہوئے بغیر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہ رض حضور کی کی واپسی کا سبب سمجھ گئیں انہوں نے فوراً پردہ چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن اتار لئے۔ وہ روتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے صحابہ سے فرمایا۔

یہ میرے گھرانے والے (اہل بیت) ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ ان زخارف (زرق برق آرائش) سے آلودہ ہوں انکے بدلے فاطمہ رض کے لئے عصیب کا ہار اور نقرئی کنگنوں کی جگہ ہاتھی دانت کے دو جوڑے کنگن خرید لاؤ (ابو داؤد و نسائی)

ایک اور روایت میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رض نے حضرت فاطمہ رض کے پاس باہر سے کچھ رقم بھیجی اس زمانے میں حضور کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ آپ واپس مدینہ تشریف لائے تو فاطمہ رض نے اس خوشی میں حضرت علی رض کی بھیجی ہوئی رقم سے ایک پردہ خریدا اور دروازے پر لٹکا دیا اور چاندی کے دو کنگن بنوا کر ہاتھوں میں پہن لئے۔ حضور واپس تشریف لائے تو حسب معمول سب سے پہلے فاطمہ رض سے ملنے گئے۔ انہوں نے نہایت مسرت سے حضور کو اہلاً و سہلاً و مرحبا کہا لیکن حضور نے دروازے پر پردہ اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن دیکھ کر ان کی طرف چنداں التفات نہ فرمایا اور حضرت فاطمہ رض کے گھر میں قدم رکھے بغیر واپس تشریف لے گئے حضرت فاطمہ رض کو حضور کی بے اعتنائی سے بہت دکھ ہوا وہ رونے لگیں اور سوچنے لگیں کہ آخر مجھ سے کون سا کام حضور کی مرضی کے خلاف ہوا ہے؟ سوچتے سوچتے خیال آیا کہ یہی پردہ اور کنگن دو نئی چیزیں گھر میں آئی ہیں انہوں نے فوراً کنگن ہاتھوں سے نکالے اور دروازے سے پردہ اتارا پھر یہ دونوں چیزیں حضرت حسن رض و حسین رض کو دے کر فرمایا کہ انہیں نانا جان کے پاس لے جاؤ اور میری طرف سے عرض کرو کہ آپ ان کو جس طرح چاہیں کام میں لائیں۔

بچے یہ چیزیں لے کر حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ماں کا پیغام دیا تو آپ نے ان کو چوم کر اپنے زانوؤں پر بٹھایا اور صحابہ کو حکم دیا کہ کنگنوں کو توڑ کر اور پردے کو بہت سے حصوں میں پھاڑ کر انہیں اصحاب صفہ میں تقسیم کر دو اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی۔

الٰہی میری بیٹی فاطمہ رض کو اپنے فضل و کرم سے نواز۔ اس پردے کے بدلے جس سے صفہ کے محتاجوں کا تن ڈھانکا گیا۔ میری بیٹی کو جنت کے کپڑے عطا فرما اور ان کنگنوں کے بدلے جو ان غریب لوگوں میں تقسیم کیے گئے اسے جنت کے زیور پہنا"
(اسوہ حسنہ سلمان منصور پوری)

غرضیکہ سیدہ فاطمہ رض ہمیشہ حضور کی مرضی اور منشاء کے مطابق عمل کرتی تھیں اور آپ کی رضا جوئی کو ہر چیز پر مقدم سمجھتی تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت فاطمہ رض سے شدید محبت تھی چنانچہ یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے

آخر حضرت فاطمہ رضؓ سے رخصت ہوتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیّدہ کے گھر تشریف لاتے اور انہیں ملتے۔

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ جب فاطمہ رضؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپؐ ازراہ شفقت و محبت کھڑے ہو جاتے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ فاطمہ رضؓ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہو جاتیں۔ محبت سے آپ کا سر مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابو داؤد)

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے پہلے آپ نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ حضور کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جب کبھی سفر سے واپس ہوتے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضؓ کے پاس جاتے پھر ازواج مطہرات کے یہاں چنانچہ آپ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حضرت فاطمہ رضؓ سے ملنے تشریف لے چلے حضرت فاطمہ رضؓ آپ کے استقبال کے لئے گھر کے دروازہ پر آگئیں اور آپ کا چہرہ مبارک چومنا شروع کر دیا (ایک اور روایت کے مطابق آنکھ اور دہن مبارک کو چوما) اور رونے لگیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا روتی کیوں ہو؟ عرض کیا۔

"آپ کے چہرے مبارک کا رنگ مشقت سے تغیّر اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آگیا"۔

آپ نے فرمایا "اے فاطمہ رضؓ گریہ وزاری نہ کر تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لئے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی اونی سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالےٰ یہ کام (دین اسلام) نہ پہنچا دے اور یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن اور رات کی پہنچ ہے"۔ (کنز العمال)

ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے دعویٰ نبوت میں خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ کفار کو شرارت سوجھی انہوں نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر سجدہ کی حالت میں حضور کی گردن مبارک پر ڈال دی۔ اس شریر گروہ کا سرغنہ عقبہ بن ابی معیط تھا کسی نے حضرت فاطمہ رضؓ کو آ کر بتایا کہ تمہارے باپ کے ساتھ شریروں نے یہ حرکت کی ہے۔ بے چین ہو گئیں دوڑتی ہوئی کعبہ پہنچیں اور حضور کی گردن مبارک سے اوجھڑی ہٹائی کفار اردگرد ہنستے اور تالیاں بجاتے تھے۔ سرور کونین کی جلیل القدر بیٹی نے فرمایا "شریرو! احکم الحاکمین تمہیں ان شرارتوں کی ضرور سزا دے گا"۔

خدا کی قدرت چند سال بعد یہ سب جنگ بدر میں ذلّت کے ساتھ مارے گئے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "یا رسول اللہ آپ کو مجھ سے زیادہ محبت ہے یا فاطمہ رضؓ سے"؟ حضورؐ نے فرمایا

فاطمہ رضؓ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے فاطمہ رضؓ سے زیادہ محبوب ہو۔

فتح مکہ کے موقع پر بنو مخزوم کی ایک عورت فاطمہ نامی چوری کے جرم میں پکڑی گئی شریعت کے مطابق اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا اس پر حضرت اسامہ بن زید رضؓ کو حضور کی خدمت میں اس عورت کی خطا بخشی کی درخواست کرنے کے لئے بھیجا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سفارش ناگوار گذری اور آپؐ نے حضرت اسامہ سے فرمایا "کیا تم مجھ سے اللہ کی قائم کی ہوئی حدود کے بارے میں گفتگو کرتے ہو"۔ حضور کا ارشاد سن کر اسامہ کانپ اٹھے اور عرض کیا "یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میرے لئے مغفرت طلب فرمایئے۔ شام ہوئی تو حضور خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا

امّا بعد پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی معزز یا امیر آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب ان میں کوئی کمزور اور معمولی آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے اگر فاطمہ رضؓ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

اس کے بعد فاطمہ مخزومیہ پر حد جاری کی گئی۔ ہاتھ کٹنے کے بعد ان کی زندگی میں یکسر انقلاب آگیا۔ انہوں نے توبہ کی اور اس کو نہایت پرہیزگاری اور استقامت کے ساتھ نباہا۔ اس واقعہ میں حضور نے حضرت فاطمہ رضؓ کی جو مثال دی ہے اس سے آپؐ لوگوں کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ

فاطمہؓ جو میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور مجھ کو بے حد محبوب ہے ۔ حدود اللہ کے معاملے میں اس کی رعایت بھی مجھے منظور نہیں۔

ابن ابی حاتم کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضرت علیؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا تم اس شخص کے متعلق پوچھتے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور جس کی بیوی (حضرت فاطمہؓ) حضور کی وہ بیٹی تھی جو آپ کو سب سے بڑھ کر محبوب تھی۔

اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ ۔ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور ان پر ایک چادر ڈال کر دعا مانگی۔

" الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے گندگی کو دور کر دے اور انہیں پاک کر دے "

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی تو آپ کے اہل بیت میں سے ہوں (یعنی مجھے بھی اس چادر میں داخل کر کے میرے حق میں دعا فرمائیے)

حضور نے فرمایا

" تم الگ رہو ۔ تم تو خیر ہو ہی "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری تقلید کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم خدیجہ، فاطمہؓ اور آسیہ (زوجہ فرعون) کافی ہیں (ترمذی کتاب المناقب)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار خط کھینچے پھر لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے سب نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا فاطمہؓ بنت محمد ۔ خدیجہ بنت خویلد۔ مریم بنت عمران ۔ آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون) ان لوگوں کو جنت کی عورتوں پر سب سے زیادہ فضیلت ہے

(الاستیعاب " حافظ ابن عبدالبر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" فاطمہؓ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی " (کنز العمال)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا

" اے فاطمہؓ جس سے تو خفا ہو گی خدا بھی اس سے ناراض ہو گا جس سے تو خوش ہو گی خدا بھی اس سے راضی رہے گا "

(مستدرک)

اللہ تعالیٰ تمام مومن عورتوں کو خاتون جنت کی سی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر دم تری ثناء کے ترانے پڑھیں گے ہم

شعلوں میں وہ جلائیں یا مسمار گھر کریں
دشمن کے اس ستم سے نہ ہرگز ڈریں گے ہم
ہرگز کبھی نہ غیر کے در پر جھکے گا سر
ذاتِ کریم پر ہی توکل کریں گے ہم
دشمن کی آرزو ہے ہمیں دے شکستِ فاش
فتح و ظفر ہماری ہے ڈٹ کر لڑیں گے ہم
مشرق کا واقعہ ہو یا مغرب کی کوئی بات
اللہ کے حضور ہی رویا کریں گے ہم
جلتا رہے گا نارِ حسد میں عدو دیں
اللہ کے کرم سے ترقی کریں گے ہم
ہم شیر ہیں خدا کے، نہیں ہم کو کوئی ڈر
جتنا ہمیں دباؤ گے اُتنا بڑھیں گے ہم
مولا کرم سے پھیر دے دُنیا کے دل ادھر
ہر دم تری ثنا کے ترانے پڑھیں گے ہم
ثابت قدم رہیں گے سدا ابتلاؤں میں
انجام کار راہِ خدا میں مریں گے ہم
قادر ہے کارساز ہے مولا امر الخلیق
جاں، جانِ آفریں پہ نچھاور کریں گے ہم (ان شاء اللہ)

خلیق بن فائق گورداسپوری ۲۶/۹/۸۹

نہ پوچھ ہجر کے ماروں سے ان کی کیسی عید؟

(ایچ - آر - ساحر)
ڈیٹرائٹ

گزر ہو تیرا صبا جب درِ حبیباں سے
تو عرض اتنی سی کرنا شہہِ غریباں سے

کہ اب کے عید بہت بے قرار گزری ہے
پلٹ پلٹ کے وہی، بار بار گزری ہے

ڈھلی نہیں ہے قیامت کی یہ گھڑی ابتک
کماں ہلال کی گردوں پہ ہے کڑی ابتک

نہ پوچھ ہجر کے ماروں سے ان کی کیسی عید؟
دلِ خراب کی ضد ہے کہ ایسی تیسی عید!

"نہ گل کھلے ہیں، نہ اُن سے ملے نہ مے پی ہے"
یہ کیا خوشی ہے کہ برساتِ اشک میں جی ہے

کبھی سنی تھی نہ دیکھی تھی آج جیسی عید!
دلِ خراب کی ضد ہے کہ ایسی تیسی عید!

وہ چاہتیں کہ فدا تھیں خدائیاں جن پر —
وہ قربتیں تھیں تصدق جدائیاں جن پر!

تلاش میں ہے نگاہوں کی اب بھی ویسی عید!
دلِ خراب کی ضد ہے کہ ایسی تیسی عید!

رفیق بھی ہیں ملاقی رقیب سے اپنے
ہیں ایک ہم کہ جدا ہیں حبیب سے اپنے

خدا کبھی نہ دکھائے کسی کو ایسی عید —
نہ پوچھ ہجر کے ماروں سے ان کی کیسی عید؟

تحریکِ جدید

اور

ہماری ذمّہ داری

تحریک جدید وہ عظیم الشان تحریک ہے جو سیّدنا حضرت فضل عمرؓ نے منشاءِ الٰہی کے تحت ۱۹۳۴ء میں جاری فرمائی اِس تحریک کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر غیر معمولی برکت عطا فرمائی کہ بیرونِ پاکستان جماعت احمدیہ کی ترقی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ چنانچہ ذیل کے اعداد و شمار اس ایمان افروز امر کو ظاہر کرتے ہیں:۔

	۱۹۳۴ء سے قبل	موجودہ
۱۔ تعداد جماعت ہائے احمدیہ بیرون پاک و ہند	۶	۱۲۲
۲۔ تعداد مشنہائے بیرون	۶	۳۰۱
۳۔ تراجم کلام اللہ مکمل	۱	۵۰
۴۔ " " جزوی	-	۶۰
۵۔ تراجم احادیث	-	۶۲
۶۔ بیوت الذکر	۱۴	۱۲۴۵
۷۔ سکولز	۴۸	۲۴۵
۸۔ ہسپتال	-	۲۸

یہ غیر معمولی وسعت و ترقی اس امر کی متقاضی ہے کہ تمام افرادِ جماعت اپنے وعدہ جاتِ تحریکِ جدید میں نمایاں اضافہ کریں اور کوشش کریں کہ معاونین خصوصی میں شمولیت کی سعادت حاصل کر کے دوہرے ثواب کے حقدار ہوں۔ یہ بھی کوشش کریں کہ ماہِ اپریل کے دوران اپنا وعدہ سو فیصدی ادا کر دیں تا کہ ۲۹ رمضان کو پیارے آقا کی خصوصی دعائیہ فہرست میں آپ کا نام بھی شامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

نماز کیا ہے؟

از تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

- نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو۔
- نماز گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔
- نماز ایک معراج ہے۔
- نماز تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔
- نماز مشکلات کی کنجی ہے۔
- نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔
- نماز بڑے بھاری درجہ کی دعا ہے۔
- انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔
- محبتِ الٰہی سے بھری ہوئی یادِ الٰہی کا نام نماز ہے۔
- نماز اصل میں رب العزّۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔
- نماز کیا ہے ایک دعا جو درد، سوزش اور حرقت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے۔
- نماز کیا ہے یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا۔
- خدا تعالیٰ کی محبت اس کا خوف، اسی کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے۔
- خدا تعالیٰ کے قریب لے جانے والی کوئی چیز نماز سے زیادہ نہیں۔

بقیہ صـ ۱۵ سے

نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔

خدا تعالیٰ تو جان کر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا، اور شور کرتا پھرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستّار ہے، تمہیں چاہیئے کہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۷۷-۷۹)

امن کے شہزادے

اسلام کے مجاہد اے امن کے شہزادے
روشن ہیں تجھ سے سارے اسلام کے نظارے

تیری ریاضتوں نے تیری عبادتوں نے
اسلام کو سنبھالا گرداب سے نکالا
تھا ظلمتوں کا پھیرا ہر سو سیاہ اندھیرا
مایوسیوں نے گھیرا دکھتا نہ تھا سویرا
بس آس تھی تجھی سے کشتی لگا کنارے
اسلام کے مجاہد اے امن کے شہزادے

ہر سو کدورتوں کی موج ہوا اندھی تھی
اسلام کا لبادہ اوڑھے بلا کھڑی تھی
ہر سانس اک گھٹن تھی سینے میں تیغ زن تھی
تھی ہر نگاہ فلک پر کچھ تجھ سے شکوہ زن تھی
دیکھیں گے کب فلک سے روشن نشاں تمہارے
اسلام کے مجاہد اے امن کے شہزادے

تھا تو بھی مضطرب اور بے تاب تھی نگاہیں
ٹکرائیں آسمان سے دن رات تیری آہیں
صبر و رضا کا پیکر بے خواب تھا بہت تو
اشک رواں کا دریا سیلاب بن گیا تو
اے آسماں اب تو اک معجزہ دکھا دے
اسلام کے مجاہد اے امن کے شہزادے

چشم فلک نے دیکھا ارض و سماء نے دیکھا
تیری سچائیوں کو سارے جہاں نے دیکھا
دعویٰ تھا تیرا سچا مباہلے نے یہ دکھایا
دشمن کو نیست کر کے اسلام کو بچایا
اسلام کی فتح کا تجھے روشن نشاں بنا دے
اسلام کے مجاہد اے امن کے شہزادے

(بشریٰ ربانی دختر امۃ اللہ بیگم مغل)
واشنگٹن

اسلامی پردے سے مراد

حضور اقدس ؒ نے فرمایا :

"آج کل پردے پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابا مل سکیں۔ سیریں کر سکیں کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور غیر عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بند بھی ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے انہی بدنتائج کو روکنے کے لیے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں، تو یہ یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی۔ جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی۔ .... (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)